

مولانا محمد ابراہیم فانی

یادرفندگان

جہاد افغانستان کے عظیم رہنما حرکت انقلاب اسلامی کے امیر محترم حضرت مولانا محمد نبی محمدی صاحب چند یادیں۔ چند نقوش

مرگِ صاحبِ دل جہانے را دلیں کلفت است
شع چوں خاموش گردد داغِ محفل می شود

۲۲ اپریل ۲۰۰۲ء کو جہاد افغانستان کے معروف رہنما اور عہد آفرین شخصیت زبدۃ الافاضل قدوۃ العلماء فخر الامثال حضرت مولانا محمد نبی محمدی صاحب امیر حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کا انتقال ہوا۔ اللہ وانا الیہ راجعون۔

ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی۔ آپ کے سانحہ ارتحال سے اگرچہ ایک عہد زریں کا خاتمہ ہوا مگر افغانستان میں اسلامی نظام کے نفاذ ملک کی تعمیر و ترقی اور استعاری قوتوں کی دست برد اور ریشہ دوانیوں سے استخلاص وطن کیلئے آپ کے کارہائے نمایاں سنہرے حروف سے لکھے جائیں گے اور یہ آپ کیلئے بہت ہی اعزاز کی بات ہے کہ افغانستان کے ۹۰ فیصد علماء و مشائخ اور دیندار طبقے کا آپ کی قیادت پر اعتماد تھا اور آپ کی جماعت حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کے جھنڈے تلے مصروف کار اور روسی استعمار کے خلاف برسرِ پیکار رہے۔ آپ کی وفات حسرت آیات کی خبر وحشت اثر سے آپ کے ساتھ دوا یک ملاقاتوں کی یادیں پردہ ذہن پر نمودار ہوئیں اور آپ کا وجہہ و تکلیف سراپا محبت و اخلاص سے بھرپور شخصیت تواضع و انکساری و عالی ظرفی کا اعلیٰ نمونہ اور حیا و صدق و صفا کا پیکر آنکھوں کے سامنے منظر ہوا۔ یقیناً آپ ایک گویا ہر ناسفست اور درنا یا ب تھے۔ لیکن زمانہ اور اہل زمانہ نے ان کی شخصیت کی جامعیت کا ادراک نہیں کیا تھا۔ اب اگر ان کی وفات پر آنسو بہائے تو کیا فائدہ بقول حکیم الامت علامہ اقبالؒ

آہ جب گلشن کی جمعیت پریشاں ہو چکی

پھول کو بادِ بہاری کا پیام آیا تو کیا

وہ بیک وقت محقق و مدقق عالم دین مقامات تصوف و سلوک سے آشنا صوفی با صفا اور عظیم جہادی کمانڈر تھے

ان کی عہد ساز شخصیت کا ہر پہلو ایسا جامع ہے کہ وہ مستقبلِ مقل کے مقتاضی سے انشاء اللہ اگر موقع ملا اور مواد میسر آ گیا

تو آپ کی شخصیت پر ایک کتاب مرتب کرنے کا ارادہ ہے کیونکہ ایسی ہستیاں روز بروز پیدا نہیں ہوا کرتیں۔ بقول شاعر

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں

تب خاک کے ذروں سے انسان نکلتے ہیں (۱)

آپ کے دو فرزند ان گرامی مولوی محمد نقیب محمدی و مولوی محمد نعیم محمدی شہید دارالعلوم حقانیہ میں پڑھتے تھے اور راقم کے ساتھ بھی ان کے اسباق تھے۔ بوقت ملاقات کبھی کبھی راقم مولوی محمد نعیم شہید سے حضرت امیر محترم کے بارے میں ان کی صحت اور سرگرمیوں کے بارے میں پوچھتا اور ان کو سلام عرض کرنے کی تلقین کرتا۔ ایک دفعہ انہوں نے بندہ کو حضرت امیر محترم کا خط دیا۔ ان میں بہت سی دعائیں تھیں اس مکتوب مرغوب پر دل کا خوش ہونا ایک طبعی فطری امر تھا۔ پھر بندہ نے ان کو اپنی پشتو تالیف دروس الکافیہ بھیج دیا۔ اس پر بھی انہوں نے ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا اس کے جواب میں بندہ نے آپ کی شخصیت اور علمی مقام کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک فارسی نظم لکھی اور ان کی خدمت میں تاثرات کے عنوان سے وہ نظم ارسال کی۔

اے زعیم ملک و ملت دریکتا شاہوار	پیکر علم و بسالت نابغائے روزگار
عالم باعتبار و عابد شب زندہ دار	خوش خصال و خوش مقال و زاہد و پرہیزگار
یک مجاہد سرفروش و حامل دین متین	از جینش مرحبا شان شہامت آشکار
باکمال و با جمال و باجلال و بانوال	باضمیر و با وفا و باحمیت باوقار
کوہ استقلال و ہمت شہسوار حریت	ملت افغانیاں رابعث صد افتخار
ماہر علم شریعت بحر موج کرم	وارث علم نبوت حق شناس و حق شعار
نیر رشد و ہدی خورشید زہد و اتقاء	جسم تسلیم و رضا و آبیہ پروردگار
شیر دیں باطل شکن آں قدوۃ ارباب عزم	ضمیم اسلام و فانی بہر باطل ذوالفقار

اس نظم میں راقم نے ان کی شخصیت کے متعلق اپنے جذبات و احساسات کی ایک ناقص ترجمانی کی ہے کیونکہ آپ اپنے علمی تفوق اور روحانی مرتبہ کے لحاظ سے ایسے مقام پر فائز تھے جس تک ہمارا مرغ خیل پرواز نہیں کر سکتا۔ اور

(۱) تقریباً دو سال قبل بندہ نے آپ کو ایک سوالنامہ بھیجا تھا جس میں آپ کے خاندان و ولادت و نسب ابتدائی تعلیم اعلیٰ تعلیم

فراغت ابتدائی اساتذہ احادیث کی کتابوں کے مشائخ درس و تدریس بیعت و سلوک سیاسی خدمات اور دیگر کارہائے نمایاں کے متعلق

استفسارات کئے گئے تھے۔ یہ سوالنامہ تقریباً ۲۲ سوالات پر مشتمل تھا۔ آپ کے فرزند مولوی محمد نقیب محمدی نے بندہ کو کہا کہ حضرت قبلہ گاہ

محترم اس پر کام کر رہے ہیں اب اگر وہ مواد بندہ کو میسر آتا تو انشاء اللہ کتاب کی ترتیب میں آسانی ہوگی۔ (فانی)

پر فکر اس تک رسائی سے عاجز ہے اور نہ وہ ہمارے فکر نارسا کی مدح آرائی کا محتاج ہے کیونکہ

ز عشقِ ناتمام ماجمال یار مستغنی ست

بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیارا

بقول سعدی شیرازیؒ

وصف ترا گر کند ورنہ کند اہل فضل

حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را

اس نظم کے جواب میں آں محترم نے راقم کو اپنے مکتوب مرسلہ ۲ نومبر ۱۹۹۸ء کو اسی بحر اور وزن میں اشعار ارسال فرمائے گو کہ اس کا ذکر کرنا یہاں پر بموجب خود نمائی ہوگا لیکن صرف اسی خیال سے اس کا ذکر موزوں معلوم ہو رہا ہے تاکہ آپ کی شخصیت کا یہ ذوق و وجدانی اور شعری پہلو بھی سامنے آجائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کن کن اوصاف سے نوازا تھا اور موصوف کن خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ نے میری نظم کے ہر شعر کے برابر شعر لکھا اور اس میں ”صنعت توافقی“ کا ایک بے مثال و بے نظیر نمونہ پیش کیا ہے جس سے اہل ذوق انشاء اللہ پورا حظ و افراتھائیں گے اور ان کی تسکین ذوق شعری کے لئے سامان مہیا ہوگا۔

اے عظیم علم و فضل و جوہر یکتائے عصر	صاحبِ عز و شرف ہم حاویِ حلم و قار
عالم با اعتماد و عابد باعتبار	خوش مقال و خوش نوال و جاہد و آموزگار
باصفا و باوفاء و باعفاف و باعطاء	باصداقت با رعایت باشعار و بادثار
یک معلم جان فدا و خادمِ شرع مبیں	از ضمیرش می تراود علم چوں از چشمہ سار
گوئی استدلال و حجت کوئی برہان و دلیل	راست در چوگانِ جرات مرد میدانِ فکار
ظاہر طرز شریعت باہر جود و سخا	حارسِ پنج نبوت حامیِ دین آشکار
آفتاب علم و عرفان کو کب شعر و ادب	مشہر در فیض چوں خورشید در نصف نہار
نجم ثاقب جانشین صاحب حق مقتدا	مید ز رشد در زوبی فانی والا بتار
محمدی از صدق و از اخلاص گوید مدح او	زانکہ او لائق بود زیں گونه اظہار و شعار

یہ نظم وصول کر کے راقم شرم سے پانی پانی ہو گیا کہ حضرت الامیر ایک ذرہ ناچیز کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہیں ایک ادنیٰ ترین طفل مکتب کی اتنی مدح سرائی جن اوصاف کا حضرت مرحوم نے اس نظم میں ذکر کیا ہے راقم کی اس کے ساتھ سرے سے نسبت ہی نہیں بنتی۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ بہر حال راقم نے بطور شکر یہ ان کو ایک خط لکھا اور ساتھ ساتھ یہ وضاحت بھی لی کہ آں محترم نے جن جذبات کا اظہار اپنے اشعار میں راقم کے بارے میں کیا

ہے بندہ بالکل اس کا اہل نہیں۔ آپ جیسی برگزیدہ ہستیوں خاصانِ خدا اور مستانِ میثاقانہ الست سے دعاؤں کی اپیل ہے کہ اللہ ہمیں ان اوصاف سے نوازے اور مردانِ کار بنائے اور خط کے ساتھ یہ اشعار نذر کئے۔

چوں بدستم آمدہ گلدستہ فصل بہار
دور شد از خاطر ویران من گردو غبار
شاد شد روح درواں بر موجہ باد نسیم
غنجہ دل داشتہ برائیں صباے مشکبار
کیف آورد جہد افزاء چوں شراب صالحین
مرحبا ایں جذب و مستی آفریں جوش خمار
واہ وا ایں نقشہ ذوق بلاغتِ الامان
میشوند رقصاں بروایں مہوشان گلخوار
ذره بے مایہ شد چشمک زن خورشید و ماہ
اللہ اللہ ایں کرم بر فانی ناکر دہ کار

اس کے جواب میں زبانی اس محترم کمالِ سلام ان کے فرزند مولوی محمد تقی محمدی نے پہنچایا۔ اور کہا کہ حضرت قبلہ گاہ محترم نے فرمایا ہے کہ اپنے استاد فانی صاحب کو اپنے ساتھ یہاں لے آئیں۔ اور انہوں نے کسی فارسی غزل کا تقاضا بھی فرمایا ہے چنانچہ راقم نے ان کی خدمت عالیہ میں فارسی کی یہ دو غزلیں ارسال کیں۔

گردش دوران مارائشہ فرہاد داد
تخفہ آہ و بکا و توشہ فریاد داد
براسیر ان قفس بے مہر کی قسمت نہیں
گر رہائی داد بس در کوچہ صیاد داد
من چہ خواہم نعمتے دیگر کہ مارا شاہدے
قدرت حق العجب بر رنگ آں دلشاد داد
گرچہ من برباد کیسہ ام بسم و زرو لے
قلب من از در عشق یار رب آباد داد
شہرت حسن است مرہون فغانِ عاشقان
شکر کن اے جاں کہ اللہ عشق را بنیاد داد
خلق عالم نالہ ریزند از غم دنیا مگر
زیں پریشانی مرا مولاد دلم آزاد داد
اے کہ می پرسی ز فانی حال ایں ذوق سخن
ایں ہنر مارا خدا بے پیر و بے استاد داد

یہ دوسری غزل در حقیقت عید گاہ ماغریباں کوئے تو پر بطور تضمین لکھی گئی ہے۔

رشک جنت جان جاناں کوئے تو
جلوہ گاہ حسن خواباں کوئے تو
آبروئے نازینان وطن
آرزوئے دلفگاراں کوئے تو
من چہ خواہم از بہار و فصل گل
عنبرین و گل بداماں کوئے تو
بیدلاں راجا و مادائے شوق
عاشقاں را ماہ کنعان کوئے تو
نازش شہر نگاراں مرحبا
طلعت صبح درخشاں کوئے تو
سائلے تو فانی بیچارہ ام
مرجع ما بینوا ایاں کوئے تو

اس کے بعد بندہ نے اپنے کرامت و کرم کے لیے مولانا محمد نبی محمدی کے چند نامور علماء و

صلحاء کے ساتھ ارحمال پر اردو عربی اور فارسی مرہیے ہیں) کا مسودہ دے دیا۔ تاکہ حضرت امیر محترم اس پر اپنی وقیع تقریظ تحریر فرمائیں۔ اور دعائیہ کلمات سے نوازیں۔ چنانچہ آں جناب نے بندہ کی اس ناچیز گزارش کو شرف قبولیت بخشے ہوئے اپنی کمزوری ضعیف بیماری اور گونا گوں مصروفیات کے باوجود منظوم تقریظ سے نوازا اور اس کا ساتھ ایک خلوص و محبت سے مملو مکتوب سے بھی بہرہ ور فرمایا۔ مکتوب اور منظوم تقریظ ملاحظہ ہو۔

کتاب مولف عزیز القدر ذوالفہائل والفواضل حضرت مولانا فاتی صاحب زیدہ مجددہ را کہ بہ داغہائے فراق موسوم است مطالعہ نمودم چوں مشتمل بر ذکر خیر مشائخ و علماء کرام و رشہ برحق حضرت سید الانام بود و در عین حب آں آلی معانی در قوالب رنگین شعری الفاظ و مہانی تحقیق پذیرفتہ بود خلی و لثین و مایہ تاثر و دلپذیر گردید تھا کہ وان من البیان لحرأ وان من الشعر حکمہ در بارہ آں صادق و بالائی ان مطابق است و مسلما کہ وسیلہ نزول رحمت ذات پاک ارحم الراحمین گردیدہ کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة موجب رضائے ذات کبریائی خواہد بود۔

حسب فرمودہ آں محترم سطر چند در قالب شعر بطور تقریظ تحریر و بہ خدمت محترمی تقدیم گردید بہ امید قبول و ہو الما مول۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعا گو

(مولوی) محمد نبی محمدی غفرلہ عنہ ۱۰ فروری ۱۹۹۹ء

چہ خوش ترتیب و طرز قیل و قال است

خداوندے کہ موصوف الجہال است	زہر انتقام ہم ذوالجلال است
ثاؤ حمد بے حد و نہایت	نثار درگہش کاں لایزال است
و بعد می ستائم آں کسے را	کہ بالحق مظہر حسن و جمال است
جمال حسن و ہم حسن عمل را	بسان مرکز و صاحب کمال است
جمیل الخلق اجمال المحاسن	حسین الخلق احسان الفعال است
سلیس الطبع ذوق سالم اشعر	سلیم العقل افصح المقال است
غواص بحر علم و حلم و تقویٰ	برائے تشنگان شعرش زلال است
خصوصا شعر ہائش در مراثی	بہ طیران طبائع پروبال است
زخود فانی بہ حق	زلف و لعل و لعل و لعل

لذا داغِ فراقِ حسبِ حالِ است
بہ شور و ولولہ مثلِ بلالِ است
کہ از حسنِ عقیدتِ مالمالِ است
چہ خوشِ ترتیبِ و طرزِ قیلِ و قالِ است
کہ از شرحِ زبانِ وصفِ لالِ است
حیاتِ جادوانِ و بے زوالِ است
برائے فصلِ بادِ بدروِ ہلالِ است
حماہِ اللہِ زہرِ آنچہ و بالِ است
نگہدارِ (محمدی) زانچہ ضلالِ است
وسیلہِ ہمِ چنینِ اصحابِ و آلِ است
کہ ایں ملتِ ضعیفِ و درملالِ است
زبونِ وزارِ و اواندرِ زوالِ است
بہ روئیِ آنکہ لولاکشِ جمالِ است

چوں او فانی ست اندرِ علمِ و اہلش
بہ آہ و نالہ و افسوسِ و حسرتِ
لذا تالیفِ کردہ ایں رسالہ
در آں تفصیلِ و ذکرِ اہلِ علمِ است
نوائغِ راچناں تشریحِ کردہ
از ایں تذکارِ خیرِ و شرحِ حالاتِ
برائے نسلِ خوشِ یادگارِ است
جزاہِ اللہِ فی الدارینِ خیراً
خداوندِ بہ روئیِ ذاتِ پاکتِ
بہ پشتِ حضرتِ سردارِ کونینِ
کہ رحمتِ کن بہ اہلِ دینِ اسلامِ
شکوہِ و مجدِ اسلافِ نمائندہ
الہیِ عظمتش را باز گرداں

اسی دورانِ آں محترم کے ساتھ ملاقات کا پروگرام طے ہوا چنانچہ اس زرین موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے
بندہ نے اپنا فارسی مجموعہ کلام ان کی خدمت عالیہ میں پیش کیا اور ان کو درخواست کی کہ حسبِ سابق ذرہ نوازی فرماتے
ہوئے اس پر چند کلمات بطور تبرک و تقریظ تحریر فرمادیں چنانچہ انہوں نے بکمال مہربانی و شفقت وہ مسودہ لے لیا اور کچھ
دیر تک اس کی ورق گردانی میں مصروف رہے بندہ نے ان کو عرض کیا کہ جناب عالی کی شفتوں نے ہمیں ”گستاخی“ پر
آمادہ کیا ہے ورنہ یہ عمر یہ ضعف و بیماری اور گوناگوں و بوقلموں مصروفیات یہ اجازت نہیں دیتیں کہ آپ کو اس پر تقریظ کی
زحمت دی جائے مگر

کر مہایت مرا گستاخِ کردہ
وگر نہ کے مجالِ گفتگو بود

اس پر آپؒ نے قسم فرمایا اور بندہ کی بہت حوصلہ افزائی فرمائی۔

بعد ازاں گردشِ دوراں کی نیرنگیاں دیکھئے کہ آپ کے فرزند مولوی محمد نعیم محمدی جو کہ دارالعلوم حقانیہ میں درجہ
خمسہ کے ہونہار اور ذی استعداد طالبِ علم تھے اور صورتاً و سیرتاً اپنے عظیم والد بزرگوار و قبلہ گاہِ محترم کے عکسِ جمیل
تھے۔ ناگہانی طور پر ایک سڈنٹ میں شہید ہوئے۔ اس مفاجاتی عظیم حادثہ نے حضرت امیر محترم کے دل پر گہرے نقوش

چھوڑے۔ بیماری میں آپ عرصہ سے مبتلا تو تھے ہی اسی طرح اپنے وطن مالدو افغانستان کے بارے میں بھی روز و شب فکر مند رہتے مگر اس واقعہ فاجعہ نے آپ کو مکمل طور پر نڈھال کر دیا کیونکہ آپ کو اپنے اس صاحبزادے سے بہت سی توقعات اور امیدیں وابستہ تھیں کہ انشاء اللہ یہ صاحبزادہ آپ کا علی جا نشین بنے گا۔ لیکن ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

عین عالم شباب میں آپ کی موت نے آرزوؤں کے اس تاج محل کو زمین بوس کر دیا ”محمدی خاندان“ کیلئے یہ حادثہ جیسا بہت ہی جانکاہ تھا ہمارے لئے بھی یہ ایک بڑا خسارہ تھا۔ کیونکہ وہ انتہائی خلیق، ملنسار، کم گو، خوش اخلاق و خوش اطوار نوجوان تھے۔ ان کی جدائی سب کیلئے یکساں طور پر سوہان روح اور مصیبت عظمیٰ تھی اگر مولوی محمد نعیم محمدی شہید حضرت الامیر کے خاندان کیلئے ماہ شب چار دھم کی مثال تھے۔ جیسا کہ مرزا غالب نے عارف کے مرثیہ میں کہا ہے

تم ماہ شب چار دھم تھے مرے گھر کے

پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشہ کوئی دن اور

تو ہم بھی یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ

اے تماشا گاہ عالم روئے تو

تو کجا بہر تماشا میروی

بہر حال بندہ نے آپ کے اس ناگہانی سانحہ ارتحال پر فارسی میں یہ مرثیہ لکھا۔

حشر شد برپا کہ از دنیا نگارے رفت رفت طالب علمے جوانے گلغذا رے رفت رفت
عند لیبان و ہزاروں اند مصروف فغان یک گل تازہ خدا زیں لالہ زارے رفت رفت
چوں کہ آمد ایں خبر وحشت اثر دو گوش من از الم آں طاقت صبر و قرارے رفت رفت
یعنی آں لخت دل حضرت امیر محترم نورچشمان جناب شہر یارے رفت رفت
عازم خلد بریں شد سوئے جنات ”نعیم“ میں بشان بے نیازی شہسوارے رفت رفت
بیکر اخلاق و تصویر شرافت حسرت از جہاں آں نازش فصل بہارے رفت رفت
نالہ ریزند دو ستانش اف بخوناب جگر آسماں لرزید و گفتار ذی وقارے رفت رفت
ہر کسے در وصف اور طب اللساں گوید ہمیں بودیک مہرے کہ در نصف نہارے رفت رفت
من ندارم قوت و یارائے تعزیت بہ تو اے امیر محتشم کاں نامدارے رفت رفت
گریہ ساماں است گردوں ہائے بابا ران خویش اف کہ در عین شباب الفت شعارے رفت رفت
من کہ فانی مستمندم ایں

اور اس کے ساتھ دوسرا مرثیہ جو کہ قطعہ سال وفات کے عنوان سے معنون ہے لکھا۔

آہ بر ہجران او پیر وجواں شق گریباں کرد وہم دامن درید
درتخیر بود فکر و ذہن من موتِ آں صاحبِ دلے خونم چشید
زانکہ پر سیدم زسالِ رحل او ہاتفِ غیبی فرستاد ایں نوید
عازمِ خلد بریں چوں مولوی شد محمد آں نعیم جاں شہید
۱۱۸ + ۶۳ + ۶۳ + ۹۲ ۹۲ + ۳۰۴ ۱۷۰ ۳۱۹

گردش دوران و دورِ چرخ میں تیر غم اف بردل فانی کشید

چنانچہ جب راقم تعزیت کے لئے ان کے در دولت پر حاضر ہوا تو غم و کرب اور درد و الم کے آثار آپ کی جبین پر عیاں تھے۔ تعزیت و فاتحہ کے بعد جب بندہ نے آپ کی خدمت میں یہ دونوں مرثیے پیش کئے تو آب دیدہ ہو گئے ان دونوں مرثیوں کی تحسین فرمائی اور فرمایا کہ واقعی آپ نے حیرت انگیز اور درد انگیز حزینے لکھے ہیں۔ اس موقعہ پر آپ کے فرزند مولوی محمد نعیم محمدی نے کہا کہ اگر اسی طرح ایک مرثیہ پشتو زبان میں ہو جائے تو ہمارے لئے مزید باعثِ تشفی و اطمینان قلب ہوگا۔ چنانچہ راقم نے ان کی خواہش و فرمائش کی تکمیل کی اور پشتو میں ایک مرثیہ ان کی نذر کیا۔ کافی دیر تک امیر محترم اپنے مرحوم صاحبزادے کے بارے میں گفتگو فرماتے رہے انہوں نے راقم کو فرمائش کی کہ یہ مرثیہ آپ خود پڑھ لیں تو راقم نے تعمیل حکم کرتے ہوئے یہ حزینہ اشعار سنائے جس پر آپ دیر تک ضبط و صبر کے باوجود اشک ریز رہے اور پھر دورانِ گفتگو فارسی شاعری پر معلومات افزاء باتیں ارشاد فرمائیں۔ پھر فرمایا کہ معذرت کے ساتھ آپ سے استفسار کرتا ہوں کہ آپ کی مادری زبان پشتو ہے اور پاکستان کی قومی زبان اردو۔ تو اگر آپ پشتو زبان میں شاعری کریں تو یہ آپ کی مادری زبان ہے اور اگر اردو زبان میں مشتقِ سخن جاری رکھیں تو یہ بھی اتنی تعجب انگیز بات نہیں لیکن آپ اس کے ساتھ ساتھ عربی اور فارسی میں بھی شاعری کرتے ہیں تو یہ میرے لئے باعثِ حیرت ہے بندہ نے عرض کیا کہ فارسی میری ذوقی زبان ہے علاوہ ازیں میرے قبلہ گاہ محترم صدر المدر سین متکلم عصر علامہ عبدالحلیم صاحبِ قدس سرہ فارسی اور عربی کے بہترین شاعر تھے۔ اور انتہائی شستہ و شگفتہ شعری مذاق کے مالک تھے اگرچہ اس کا اظہار انہوں نے بہت ہی کم کیا ہے اور میرے محترم ماموں مولانا عبد الوحد قاسمی مرحوم فاضل دیوبند بھی اردو پشتو عربی اور فارسی کے پرگو شاعر تھے اس طرح یہ فن گویا مجھے ورثہ میں ملا ہے۔

مرامزاج لڑکپن سے ”شاعرانہ“ ہے

دورانِ ملاقات افغانستان کی سیاسی صورت حال اور اپنی ابتدائے جوانی کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمائے۔

حضرت الامیر کے ساتھ یہ ایک یادگار ملاقات تھی جس کی یاد مدتوں دل میں باقی رہے گی اسی ملاقات کے دوران بھی

آپ شدید طور پر جسمانی بیماری کے باعث انتہائی درد محسوس کر رہے تھے لیکن ہم ”عقیدت کیشوں“ کے پاس خاطر کے واسطے آپ نے ہمیں کافی وقت سے نوازا۔ جزا اللہ خیراً۔

بعد ازاں ان کی بیمار پرسی اور تیمارداری کے لئے کئی دفعہ جانے کا ارادہ کیا لیکن اس دوران آپ علاج کے لئے بیرون ملک لے جائے گئے اور پھر ہسپتال میں بھی زیر علاج رہے۔ تیمارداروں کو ان کے ساتھ ملنے کی اجازت نہیں تھی۔ چنانچہ ملاقات اور تیمارداری کی سعادت سے محروم رہا۔ بیماری ہی کے دوران ایک دن آپ کے فرزند برادر محترم الحاج مولوی محمد شریف صاحب محمدی بندہ کے ہاں تشریف لائے اور حضرت امیر محترم کی طرف سے تحفہ سلام اور عید الاضحیٰ کی مبارکباد پیش کی اور اسکے ساتھ ملفوف بھی دیا کہ یہ حضرت امیر نے دیا ہے راقم نے عرض کیا کہ ملاقات کی کوئی صورت اگر بسہولت میسر ہو تو بندہ ان کی زیارت اور ملاقات کا خواہش مند ہے انہوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت انتہائی تکلیف میں ہیں اور مولائین کی طرف سے بھی ملاقات پر پابندی ہے اس لئے آپ ان کیلئے صرف دعائے صحت کرتے رہیں۔ رنجیدہ دل میں زیارت و ملاقات کی آرزو کروٹیں لیتی رہی تا آنکہ وقت مولود آ پہنچا۔ جس سے کسی ذی روح کو بھی مفر نہیں اور وہ عظیم تاریخی اور عہد آفرین شخصیت ہم خستہ حال خدام کو پریشانی اور غم و اندوہ کے بیکراں سمندر میں غوطہ زن چھوڑ کر اہی ملک بقاء ہوئے اور آن قدح بشکست و آں ساقی نمائد کے مصداق آپ سے ملاقاتوں اور آپ کے زرین اشادات سے مستفیض ہونے کا جو سلسلہ شروع ہو چکا تھا وہ چشم زدن میں ٹوٹ گیا

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

روئے گل سیرندیم و بہار آخر شد

بمزار خواہی آمد اگر مرقد پر حاضری کا موقع ملا تو ضرور عرض کریں گے کہ

اے برق و شمس چہ داری نسبت بہ گور تیرہ

اے شعلہ رو بخاک تربت چرا نشی

یہ چند یادیں اور یادگار نقوش تھے جو کہ حضرت مرحومؒ کے بارے میں بے ساختہ نوک قلم آ گئے۔

دل میں سما گئی ہیں قیامت کی شوخیں

دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ میں

اللہ کریم ان کو آخرت کی لازوال نعمتوں سے نوازیں اور عالم اسلام و نظام اسلام کے نفاذ کے لئے آپ کی کوششوں اور جہد مسلسل کو شرف قبولیت بخشے۔